ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت
مولانا احمد علی لاہوری
قدس اللہ سرہ العزیز

31/13

سلوک • تصوّف

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرائیل علیہ السّلام کے سوال پر "احسان" کی تعریف یہ فرمائی: اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (عبادت یوں کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے یا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو)۔ غلام جب اپنے آقا کے سامنے کوئی کام کرتا ہے تو خشوع و خضوع کی کوئی حالت نہیں جسے وہ اپنے اندر پیدا نہ کرلیتا ہو۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت کامل خشوع و خضوع سے ہونی چاہیے۔ اسی کا نام احسان ہے۔ تصوّف کے تمام کام اسی احسان کو حاصل کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس کے بغیر عبادت کرنے والوں کی زبان پر تو فاتحہ شریف اور کلام اللہ ہوتا ہے مگر دل تجارت، اہل و عیال اور دنیاوی ضرورتوں میں لگا رہتا ہے۔ یہ عبادت احسان نہیں غفلت ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعین کے دَور میں دو چیزیں مقصود ہوتی تھیں۔ ایک حضور مع اللہ (یعنی احسان) اور دوسری اعمال کی شکل و صورت اور اخلاق و عادات کی درستگی (یعنی سلوک)۔ متاخرین نے حضور مع اللہ احسان کو مقدّم رکھا ہے۔ اس پر زور دیا جاتا ہے۔ احسان، حضور مع اللہ سے اخلاق و اعمال کی اصلاح بھی ہوتی چلی جاتی ہے۔ انہی کوششوں کا نام سلوک و تصوّف پڑ گیا ہے۔ عہدِ نبوّت میں صحابۂ کرامؓ کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کی برکت ہی سے احسان کی کیفیت حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ آپؐ کے انوار سے دلوں کی امراض دُور ہو جاتی تھیں۔ اب دلوں کی صفائی ذکرِ الٰہی سے ہوگی۔ اسی کوشش کا نام سلوک ہے۔ ⋆ —— شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

۱۱/اکتوبر ۸۵
دو روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

جلد ۳۱ ★ شمارہ ۱۳

— بیاد —

جانشین شیخ التفسیرؒ امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور نور اللہ مرقدہٗ

— رئیس الادارہ —

حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ العالی

مجلس ادارت

عبدالرشید انصاری

ظہیر میر ایڈووکیٹ

انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : ۲/۰ روپے

— چندہ سالانہ —

سالانہ ۸۰/- روپے

ششماہی ۴۵/- روپے

۲۵ر محرم ۱۴۰۶ھ

نقطۂ نظر

قادیانیوں کی دہشت گردی

مجاہد آباد مغلپورہ لاہور کے خلیل احمد نے ہمیں بتایا کہ وہ اور ان کے بھائی منوّر احمد کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت فرمائی۔ ۱۹۷۵ء میں دونوں بھائیوں نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ حضور نبی کریم خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت پر ایمان لے آئے تھے مگر مقامی قادیانی جماعت ہمارے خلاف ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے اسی وقت سے سرگرم عمل ہو گئی اور اس نے اپنے ممبروں عبدالمنعم (وکیل)، سردار نذیر احمد (وکیل) اور فوڈ انسپکٹر گلزار احمد قادیانیوں کو ہمارے تعاقب میں لگا دیا۔ جنہوں نے اَن گنت مسائل پیدا کرنے کے بعد جب ہمارے ایمان میں کوئی تزلزل محسوس نہ کیا۔ تو ۴ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو میرے بھائی منیر احمد کو اغوا کر لیا گیا۔ انتظار و تلاش بسیار کے بعد بھی میرا بھائی جب واپس گھر نہ آیا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی معلومات حاصل ہو سکیں تو مذکورہ قادیانیوں کے خلاف ۱۳ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو متعلقہ پولیس تھانہ میں پرچہ درج کروایا گیا۔ مگر پولیس اور متعلقہ حکّام سے سازباز کے علاوہ اعلیٰ قادیانی افسروں کی سرپرستی کے باعث ملزموں کا کماحقّہ محاسبہ نہ ہوا۔ اور ۱۳ر فروری ۱۹۸۵ء کو کھانو ضلع دادو سندھ کی گشتی پولیس نے منور احمد کو جنگل سے برآمد کیا۔ جہاں اسے ہاتھ پاؤں باندھ کر جنگل میں پھینک دیا گیا۔ اب گذشتہ ماہ منور احمد لاہور میں

ناشر: میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ندیم القاسمی

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر صلّی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب کبھی آپؐ کو کوئی فکر لاحق ہوتی یا کوئی اہم معاملہ ہوتا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً یہ امت میں تعلیم فرمائی ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت یا آفت پیش آئے اس میں گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ کیونکہ مصیبت دینے والا بھی وہی ہے اور ٹالنے والا بھی وہی۔ اسی مضمون کو اللہ تعالےٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ یعنی ہر مصیبت و آفت میں صبر اور نماز سے کام لو۔ ایسے وقت میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو صلوٰۃ الحاجۃ کہتے ہیں۔ اس کا طریقہ احادیث میں یوں وارد ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس شخص کو اللہ تعالےٰ سے متعلق کوئی حاجت اور ضرورت ہو اس کو چاہئے، کہ خوب اچھی طرح وضو کرے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پھر کچھ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرے۔ (یعنی وہ آیتیں پڑھے جس میں اللہ تعالےٰ کی تعریف و تحمید کثرت سے بیان کی گئی ہے مثلاً هو الله الذى لا اله الا هو، الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر۔ هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنىٰ يسبح له ما فى السمٰوٰت وما فى الارض وهو العزيز الحكيم یا اس طرح کی جو بھی آیتیں ہوں۔ اگر یہ یاد نہ ہوں تو اردو ہی میں اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کر دے) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے (درود ابراہیمی سب سے زیادہ موزوں ہے) پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے (یعنی یہ دعا پڑھے) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اگر آدمی یہ دعا اپنی حاجت کی نیّت کر کے پڑھے۔ تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہو گی۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے اپنی ضرورت پوری کرانے کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے۔ ہر آدمی کو یہ دعا اور طریقہ یاد ہونا چاہئے نہ جانے کب ضرورت پیش آ جائے۔

ایک سڑک سے گذر رہا تھا کہ مذکورہ قادیانیوں کے لڑکوں نے اسے دیکھ کر شور مچا دیا کہ یہ شخص ہمیں اغوا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس طرح ایک اور نئی مصیبت کھڑی ہو گئی جب کہ پہلے مقدمات سے انہیں ابھی نجات نہیں ملی تھی۔

ہم پنجاب کے مقتدر حکّام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نو مسلم خلیل احمد منور احمد برادران کے خلاف قادیانیوں کی قسطائی سازشوں کا انسداد کر کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اور قادیانی دہشت گردوں کے طریقۂ واردات کا پتہ چلائیں۔ شاید انہیں اسی راہ میں کہیں مجاہد ختم نبوّت مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کا سراغ بھی مل جائے۔ پنجاب پولیس کے سربراہ حافظ صباح الدین جامی اس سلسلہ میں کہہ چکے ہیں کہ مولانا اسلم قریشی کے اغوا کا سراغ لگانے کے لئے مزید تفتیش کی جا رہی ہے۔

بہت سے قادیانی مرد اور قادیانی عورتیں جو دراصل قادیانی نہیں ہیں اور توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر قادیانی جماعت کے ذرمیسنی نظام اور جبر و تشدد اور اغوا و قتل کے دہشت گرد مزاج کے خوف سے زبان نہیں کھولتے اگر انہیں خود اعتمادی اور تحفظ کا یقین حاصل ہو جائے تو باقی ماندہ مرزائی عناصر بھی اپنے لیڈر کے پیچھے لندن بھاگ جائیں گے اور پاکستان کی سرزمین مرزا غلام احمد کی ناپاک ذرّیت سے پاک ہو جائے گی۔

استاد العلما حضرت مولانا غلام محمدؒ کا سانحہ ارتحال

جامعۂ اشرف المدارس فیصل آباد کے صدر مدرس اور مہتمم استاد العلماء حضرت مولانا غلام محمد قریباً ایک برس صاحب فراش رہنے کے بعد گذشتہ جمعہ کی شام سول ہسپتال فیصل آباد میں انتقال فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ ان کی عمر ۷۰ برس کے قریب تھی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں حاصل کی اور دار العلوم دیوبند میں جلیل المرتبت اکابر علماء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ، شیخ الحدیث حضرت حضرت مولانا عبد الحق صاحب اکوڑہ خٹک مدظلہٗ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری جیسی نادر روزگار شخصیات کی صحبت اور تربیت نے ان کی زندگی پر گہرے نقوش مرتب کئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی سادہ، پاکیزہ اور قناعت پسندانہ زندگی اس دور میں اسلاف کا نمونہ تھی۔ تین چار سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جامعہ اشرف المدارس کی انتظامیہ نے بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیشِ نظر تمام اساتذہ کے مشاہرے میں اضافہ کا فیصلہ کیا مگر حضرت مولانا غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور نے فرمایا مجھے جو تنخواہ اس وقت مل رہی ہے اس میں میری گذر بسر ہو جاتی ہے اس لئے میری تنخواہ میں اضافہ نہ کیا جائے۔ وہ ایک تجربہ کار معلّم اور درویش صفت عالم با عمل تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام، تحریک ختم نبوت، تبلیغی جماعت اور تنظیم اہل سنت سے انہیں قلبی تعلق تھا۔ وہ راہ چلتے وقت ہر کسی کو حتیٰ کہ بوڑھی عورتوں اور بچوں کو سلام کرتے۔ دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ

(باقی ۲۴ پر)

مجلسِ ذکر

ترتیب

ندیم احمد القاسمی

نواسۂ رسولؐ نے اہلِ ہوس کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا تھا

حضرت حسینؓ کے رفقاء نے جادۂ حق پر گامزن رہ کر جامِ شہادت نوش کیا

اہلبیتؓ سے محبّت کا دعویٰ اور دیگر صحابہؓ سے بغاوت

یہودی پراپیگنڈے کا شاخسانہ ہے!

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمّد اجمل قادری مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ: امّا بعد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِی سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتٌ (صدق اللہ العلی العظیم)

حضرات محترم! آج کی اس صحبت صالحہ کے اندر دو باتیں موضوع ہیں۔

اوّل: فضیلت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جنہوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر میدان کربلا میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی اور جامِ شہادت نوش فرمایا ان کے متعلق علماء اہلسنت والجماعت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ان کا یہ جہاد اہل ہوس کے خلاف عین منشاء اسلام اور تقاضائے سنّتِ نبوی علیٰ صاحبہا السلام کے موافق تھا۔ انہوں نے جس پُروقار طریقہ سے اپنا فرض منصبی ادا کیا تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے نیز یہ بھی عقیدہ ہے کہ کربلا میں شہید ہونے والے جملہ افراد خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔

تاریخ کی غلطی کی وجہ سے آج کل ایک نیا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے جو کہتے ہیں کہ یزید برحق تھا اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) اجتہادی غلطی پر تھے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا خارج اہلسنت والجماعت ہے۔ اکابر علماء دیوبند کا یہ مسلک ہے کہ یزید اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ عاقبۃً تو اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے لیکن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریات و مطالبات سو فیصد درست اور جائز تھے اور ارباب اقتدار کی طرف سے لشکر کشی قطعاً ناجائز اور خلاف شرع تھی۔

دو طبقے

اہل سنّت کے نزدیک شیعان علیؓ کے اندر دو طبقے ہیں۔ اوّل طبقہ وہ ہے جو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قائل ہے اور بس۔

ان کے لئے تو اسلام میں قدرے گنجائش ہے لیکن جماعت اہل سنت سے وہ بھی خارج ہیں۔

دوسرے طبقے میں وہ لوگ ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اپنا منہ اور سینہ پیٹتے ہیں اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آڑ لے کر خلفائے راشدین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ نیز ان پر تبرا بازی اور ارتدادی فتوے لگاتے ہیں — یہ مفسد و ملعون یہودی ابن سبا کی اولاد ہیں۔ ابن سبا نے یہ عقائد باطلہ مسلمانوں کو گمراہ و برباد کرنے کے لئے تراشے تھے۔ ایسے لوگوں سے دوستی و مراسم پیدا کرنا اور ان سے ملنا جلنا قطعاً جائز اور درست نہیں۔ یہی اہلسنت والجماعت کا عقیدہ اور علمائے دیوبند کا مسلک ہے۔

ایک خواب

اکابر علماءِ دیوبند کے متعلق ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت حافظ جلیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات مجھے خیال آیا کہ اہل سنت والجماعت میں فرقے تو بہت ہیں لیکن ان میں سے سب سے اعلیٰ مقام کس کا ہے اسی سوچ میں تھا کہ نیند آ گئی خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں جلیب اللہ! محمد قاسم نانوتوی برحق ہے۔ رشید احمد گنگوہی برحق ہے۔

الحمدللہ! ہمیں ان اکابر کی رویا صالحہ پر مکمل اعتماد ہے اور انہیں کے عقاید کے مطابق ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔

دوسرا موضوع

آداب خانقاہ اور حق الطالبین

اس سلسلے میں جو باتیں عرض کرنی ہیں وہ گذشتہ گذارشات کا اعادہ ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی کئی بار ہو چکی ہیں۔

خانقاہ میں آنے والوں کے لئے

ضروری ہدایات

مقامی حضرات اپنے گھروں سے عصر کے بعد چل دیں اور نماز مغرب سے پیشتر مسجد میں پہنچ جائیں۔ یہاں آنے کے بعد پورے اہتمام سے وضو کر کے نماز کی صفوں میں نماز کے انتظار میں بیٹھ جائیں اور اپنے اسباق وغیرہ یاد کریں۔ جو لوگ کسی کام کی وجہ سے مغرب کے بعد اپنے گھروں سے چلتے ہیں ان کے لئے بھی یہی عرض ہے۔ یہی پسندیدہ طریقہ اور کچھ حاصل کرنے کا انداز ہے۔ آپس کی ملاقات صرف سلام اور مختصر کلام تک محدود ہو۔ اور وہ حضرات جو کافی پرانے ہیں جن کے اسباق مکمل یا تکمیل کے مراحل میں ہیں ان کو چاہئے کہ وہ دروازے کے آس پاس رہیں اور اگر کوئی نیا آدمی آئے تو اس سے محبت و ادب سے پیش آئیں نیز اسے جملہ معمولات سے آگاہ کریں تاکہ نئے آنے والوں کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ اور ان کو یہ واقعی معلوم ہو جائے کہ یہ اہل اللہ کی مجلس ہے ان کو صحبت صالحہ نصیب ہوئی ہے اور یہ حضرت امام لاہوری رح کی پروردہ جماعت ہے بعد میں ملاقات کراتے وقت مختصر تعارف بھی کرائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادب بھی ملحوظ خاطر ہو' بے ادب ہمیشہ محروم قسمت ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے الدین کلہ ادب دین تمام کا تمام ادب ہے۔

ادب کرنے والا یہاں سے

(باقی ۲۶ پر)

خطبہ جمعہ

مرتبہ

عبدالرشید انصاری

سید الشہداء حضرت حمزہ رض اور حضرات حسنین رض سید اشباب اہل الجنۃ ہیں

ہر شہید اسلام کا قیمتی سرمایہ ہے

شہید مرتے نہیں، جان دے کر قوم کو زندگی دے جاتے ہیں

حقیقت سے بے خبر لوگ مُردہ سمجھ کر اُن کا ماتم کرتے ہیں

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن (اُن کی برزخی زندگی کیسی ہے؟) تم اس کا شعور نہیں پا سکتے۔

حضرات محترم! آج محرّم الحرام کی گیارہ تاریخ ہے۔ بعض لوگ یکم محرّم سے دس محرّم تک نواسۂ رسول ؐ شہید کربلا سیدنا حضرت حسین ابن علی رض کی یاد مناتے ہیں مگر ایسے طریقوں سے کہ ان کے اختیار کرنے کا اسلام نے حکم نہیں دیا بلکہ لوگوں نے بعض ایسی رسمیں اور طریقے بطور عبادت اور دین اپنا لیے ہیں جن سے شریعت مطہرہ نے سختی سے منع کیا ہے۔ ہر شہید اسلام کا قیمتی سرمایہ اور مقبول بارگاہِ الٰہی ہے۔

بزرگانِ گرامی! موت تو ایک اٹل حقیقت ہے مگر شہادت کی موت ایک ایسا اعزاز ہے اور عالی مرتبہ ہے جس کی تمنا خود پیغمبر سلام حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَا فَاُقْتَلَ

ترجمہ: اس ذات بزرگ و برتر کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے' میری آرزو یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں

یعنی بار بار اگر زندگی ملتی رہے تو بار بار اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتا رہوں۔ اور موت ویسے بھی دُنیاداروں کے لیے ایک خوفناک اور مشکل مرحلے میں داخل ہونا ہے جس سے لوگ ڈرتے ہیں، مگر جہاں تک اللہ والوں کا تعلّق ہے ان کے لیے موت دنیا کے دارالسجن سے نجات پانے اور محبوبِ حقیقی کے پاس جانے کی نوید ہوتی ہے اور شہادت کی موت تو بہشتِ بریں کا سرٹیفکیٹ ہے "خدا یہ موت سب کو دے کہ ہم اس مرنے پر مرتے ہیں" اور شہید مرتے نہیں، جان دے کر قوم کو زندہ کر جاتے ہیں

ع شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

کسی کے چلے جانے اور بچھڑ جانے

غم تو ہوتا ہے اور اپنے کسی محبوب و عزیز پر ظلم وستم ٹوٹے تو اس کا صدمہ بھی ہوتا ہے لیکن جسے خاک وخون میں تڑپایا جائے، جس کا لہو اس لیے بہایا جائے کہ وہ حق پرست، حقدار اور جادۂ حق کا شہ سوار ہے فرشتے اُسے غسل دیتے ہیں، حوریں اس کے لیے جنّت کی پوشاک لے کر آتے ہے شہادت کا تاج زرنگار پہناتی ہیں، رحمتِ حق ان کی رُوح کے استقبال کو آتی ہے۔ خدا کہتا ہے انہیں مردہ بھی نہ کہو وہ تو زندہ ہیں، جو گردن کٹا دے حق کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دے وہ کیسے مر سکتا ہے؟ اس کا دین زندہ ہے۔ اس کا رب حیّ و قیوم ہے، شہید راہِ حق میں جان دے کر زندہ جاوید ہو جاتے ہیں، مگر حقیقت سے ناآشنا لوگ انہیں مردہ سمجھ کر ان کے غم میں ماتم کناں رہتے ہیں۔ سیّد الشہداء عم رسولؐ سیّدنا حمزہ کی بہن حضرت صفیہؓ کو شہید بھائی کی لاش پر جانے سے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لیے منع کر دیا کہ کہیں وہ بھائی کے چاک شکم، کان، ناک اور زبان کٹی ہوئی لاش اور دردناک مظلومانہ شہادت سے آہ و بکا اور سینہ کوبی ماتم نہ شروع کر دے۔ مگر حضرت صفیہؓ نے کہا میں تو بھائی کو مبارکباد دینے جا رہی ہوں کہ انہوں نے راہ... حق میں شہید ہو کر اللہ اور اس کے.... رسولؐ پر ایمان لانے کا حق ادا کر.... دیا ہے۔

نواسۂ رسولؐ حضرت فاطمہؓ کے لختِ جگر حضرت علیؓ کے نورِ نظر حضرت سیّدنا حسینؓ بھی راہِ حق کے شہید اور نوجوانانِ جنّت کے سردار ہیں سیّد الشہداء کا تمغۂ عظیم حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ کو دیا ہے اور حضرات حسنینؓ کو سیّد اشباب اہل الجنّۃ کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ نبیؐ کے دیے ہوئے اعزاز کو ایک سے چھین کر دوسرے کو دینے کی کوشش کرنا محبوبِ خدا کو راضی رکھنے کا باعث نہیں بن سکتا بلکہ جو نبیؐ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے اس کے خلاف تو اس کا فیصلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تلوار کیا کرتی تھی مگر آج لوگ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ؂

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

شہید کربلا حضرت حسین ابن علیؓ کو ظالم اور بے وفا کوفیوں نے خود بلا کر عہد شکنی کی۔ حضرت حسینؓ جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے تھے۔ وہ اصلاح احوال چاہتے تھے۔ ان کی خواہش تھی اسلامی نظامِ خلافت کی عمارت جن خطوط پر استوار ہوئی ہے وہ قائم رہے اور باپ کے بعد بیٹے کی ولیعہدی اور جانشینی کا طریقہ رواج نہ پائے۔ یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے کہ حضرت سیّدنا حسینؓ نے جس بات کو ناپسند کیا تھا ان سے محبت کا دم بھرنے اور ان کے ماتم کی محفلیں برپا کرنے والے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے بعد خلافت ان کے بیٹوں کا حق تھا حالانکہ دونوں فرزندانِ علیؓ حضرات حسنینؓ نسل در نسل خلافت کی منتقلی کو قیصر روم اور کسریٰ ایران کا طرزِ حکومت سمجھتے تھے اسی لیے دونوں حضرات اور صحابہ کرامؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو امیر المؤمنین تسلیم کیا اور اپنے لیے خلافت کے دعوے سے دست بردار ہو کر حضرت معاویہؓ کی خلافت کو مان لیا تھا۔ حضرت حسینؓ اقتدار کے بھوکے نہ تھے۔ وہ تختِ خلافت پر قبضہ کرنے کے لیے مکّہ مدینہ سے کوئی لشکر جرار لے کر نہیں گئے تھے بلکہ انہوں نے اہلِ کوفہ کے خطوط سے یہ سمجھا تھا کہ کوفہ والے میرے ہم فکر ہیں۔ اُن کی حمایت و تائید کی قوت کے ساتھ یزید بن معاویہؓ کو راہ راست پر لاتے اور خلافت کو بادشاہت

میں تبدیل ہونے سے روکا جا سکتا ہے مگر جب حضرت حسینؓ اپنے رفقاء کے ہمراہ قادسیہ کے قریب پہنچے ادھر عبید اللہ بن زیاد کوفہ سے فوج لے کر سامنے آ رہا تھا۔ آپؓ نے کربلا کا رُخ کیا۔ عبیدہ اللہ بن زیاد اس سے پہلے صرف بصرہ کا حاکم تھا اور یزید اسے معزول کرنا چاہتا تھا مگر جب کوفیوں کی سرکشی کا علم ہُوا تو یزید نے کوفہ کا انتظام بھی عبید اللہ کے سپرد کیا تاکہ اسے مزید آزمائے۔ تاریخ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ جس شخص نے ابن زیاد کو کوفہ کا بھی گورنر بنانے کا مشورہ دیا تھا کیا وہ اشتر نخعی اور عبد اللہ بن سبا کی فتنہ پرور سازشی تحریک کا نمائندہ تو نہیں تھا؟ بہرکیف ابن زیاد نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور امیر دمشق کو خوش کرنے کے لیے دینی و اخلاقی تقدس کا لحاظ رکھے بغیر جائز و ناجائز ہر اقدام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میدانِ کربلا میں جب اس نے حضرت حسینؓ کے قافلہ کو اپنی فوج کے نرغے میں لے لیا تو عمرو بن سعد سے پوچھا مجھے مشورہ دو کہ حسینؓ سے کیسے نمٹا جائے؟

عمرو نے پہلے تو انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کام سے معاف رکھو۔ تمہارا جو جی چاہتا ہے کرو۔ مجھ سے مت پوچھو مگر ابن زیاد کو جب اُس نے مصر پایا تو کہا مجھے سوچنے کا موقعہ دو اور دوسرے دن اس معاملے میں شریک ہونے میں آمادگی ظاہر کر دی مگر باہم مذاکرات اور گفت وشنید کی تجویز پیش کی جو ابن زیاد نے مان لی۔ سعد بن عمر نے حضرت حسین سے ملاقات کی تو آپ نے جب دیکھا کہ مجھے کوفہ نہیں جانے دیا جائے گا تو تین تجویزیں پیش کیں:۔

۱۔ مجھے اسلامی سرحد پر چلے جانے دیا جائے۔
۲۔ دمشق جانے دو تاکہ میں براہ راست یزید کے پاس پہنچ جاؤں۔
۳۔ یا پھر جس جگہ سے آیا ہوں وہیں لوٹ جانے کے لیے میرا راستہ چھوڑ دیا جائے۔

سعد بن عمر نے اس پر آمادگی ظاہر کی اور واپس جانے کی تجویز منظور کر کے ابن زیاد کو بھیج دی۔ ابن زیاد نے کہا واپس نہیں جانے دیں گے۔ دو ہی راستے ہیں۔ یزید کے لیے ہمارے ہاتھ پر بیعت یا ہمارے ساتھ جنگ اس کے علاوہ تیسرا راستہ نہیں ہے۔ اہل شر وفساد کو معلوم تھا کہ حضرت حسینؓ ان سے جھک کر بات نہیں کریں گے، اور واقعتاً نواسۂ رسولؐ نے جبر کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ مروّت و شرافت اور عظمت کردار کا پیکر مجسم جو حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر سبائی فتنہ پردازوں کا مقابلہ کرتا رہا جس نے مسلم بن عقیل کے بھائیوں سے کہا تھا میں تمہیں کوفہ کی جانب تنہا نہیں جانے دوں گا، تمہارا ساتھ آخر تک نبھاؤں گا، وہ موت سے ڈر کر اس بات کی توثیق کیسے کر دیتے جس کی تردید کا بندوبست کرنے کے لیے مدینۃ الرسول سے نکلے تھے۔

اس لیے مٹھی بھر قافلۂ حرم ابن زیاد کی فوج کے کوہ گراں سے ٹکرا گیا ہو سکتا تھا حضرت حسینؓ بھی اپنے خالو حضرت عثمانؓ کی طرح اپنے دفاع میں اسلام کی دعویدار فوج کے خلاف تلوار نہ اٹھاتے، خونریزی سے اجتناب کے لیے ظلم وستم کا ہر وار اپنے مقدس جسم پر سہہ کر مظلومانہ شہید ہو جاتے مگر جب ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچوں اور جوانوں کو شہید کیا جانے لگا تو ابنِ علیؓ کے لیے ان کے دفاع میں میدانِ کارزار میں اُترنا ضروری تھا۔ یہ بات یعنی حضرت حسینؓ حصولِ اقتدار یا اپنی ذات کو بچانے کے لیے اہل کوفہ اور ابن زیاد کے لشکر کے مقابلے کے لیے نکلے تھے قطعاً درست نہیں ہے۔

بہرکیف حضرت حسینؓ نے مردانہ وار ظلم کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

پیروی تیری اتباعِ خدا

علامہ انور صابری مرحوم

سیّد الانبیاء، سلام علیک | مصطفےٰ، مجتبےٰ! سلام علیک
دونوں عالم میں کارسازِ حیات | رحمتِ کبریا! سلام علیک
ابتداءِ ظہورِ کون و مکاں | تا حدِ انتہا! سلام علیک
آئینہ دارِ سورۂ واللیل | تیری زلفِ دوتا! سلام علیک
عارضِ پاک پرتوِ والشمس | ہمہ تن والضحیٰ، سلام علیک
آشنائے رموزِ ذات و صفات | روحِ صدق وصفا، سلام علیک
ہادیٔ کاروانِ جادۂ حق | مرشدِ اولیاء، سلام علیک
فقر، با فخرِ زندگی تیری | دستِ فضلِ خدا، سلام علیک
تو نگہبانِ عظمتِ آدم | امن کے پیشوا! سلام علیک
فرش تا عرش دستگیرِ اُمم | ہے ترا آسرا، سلام علیک
"ماہ میلاد" کی ضیائے جبیں | آفتابِ ہدیٰ، سلام علیک
شرحِ آیاتِ خاصِ "مزمّل" | عابدِ پارسا! سلام علیک
مونسِ بے کساں، غریب نواز | تیرے در کے گدا، سلام علیک
تیرا چہرہ بصد فروغِ جماں | جلوۂ کبریا، سلام علیک
پیروی تیری، اتباعِ خدا | مقتدر رہنما! سلام علیک
خاتمِ حلقۂ رسالت دیوے | آخری مقتدا، سلام علیک
معنیٔ آیتِ سراجِ منیر | شمعِ بزمِ حرا، سلام علیک
جاوداں ہے ترے چمن کی بہار | سروِ باغِ وفا، سلام علیک
ہے اجابت کی ضامنِ کامل | تیرے لب کی دعا، سلام علیک
زندگی تیرا اِک تبسمِ ناز | جانِ خلدِ حیا، سلام علیک
ہے رضائے خدا اُسی کا نام | جو ہے تیری رضا، سلام علیک
ہوگئی تیرے آستانہ پر | پوری ہر التجا، سلام علیک

تیری توفیقِ نعت کا ممنوں
انورِ خوش نوا، سلام علیک

مجلس آیت کریمہ .... مرتب: ظہیر میر

اللہ کو راضی کرنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو

جانشین امام الہدیٰ کی جانب سے حضرت صوفی محمد یونس کیلئے خلافت واجازت بیعت کا اعلان

مجلس آیت کریمہ کے رُوح پرور اجتماع سے جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری، حضرت مولانا قاری عبد الحیٔ عابد، مولانا عبد الرؤف فاروقی اور مولانا محمد صابر کا خطاب

لاہور۔ ۱۹ ستمبر: جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں ہر چاند مہینے کی پہلی جمعرات کو بعد نماز مغرب مجلس ذکر کے علاوہ آیتِ کریمہ پڑھی جاتی ہے۔ ملک کے دُور دراز حصّوں سے کثیر تعداد میں لوگ اس مقدس مجلس میں شرکت کرکے اپنی رُوحانی پیاس بجھاتے ہیں۔ علماء کرام اور صلحاء عظام کی اس بابرکت محفل میں دل ونگاہ کو جو طمانیت نصیب ہوتی ہے اس کا صحیح اندازہ دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان ہی کرسکتے ہیں۔ اس مقدس اور مطہر مجلس کی کیفیات الفاظ کی قید سے آزاد ہیں۔

حضرت اقدس میاں صاحب مدظلہ سفرِ یورپ اور حجاز مقدس سے تشریف لائے۔ اُن کی آمد کے بعد یہ پہلی مجلس آیت کریمہ تھی۔ حضرت میاں صاحب کی آمد سے قبل حضرت مولانا قاری عبدالحیٔ عابد خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے تقریباً پون گھنٹہ خطاب کیا انہوں نے بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس اور اپنے سفر حجاز و یورپ سے متعلق تفصیل سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آج کے فتنہ وفساد کے زمانے میں اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ والوں کی صحبت میں گذاریں۔ آپ نے کہا اللہ والوں کی مجلس میں دل ونگاہ کو جو سکون نصیب ہوتا ہے بڑے بڑے شہنشاہوں کے ہاں اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اس روحانی اور بابرکت اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ نے فرمایا۔ آج مجھے اس محفل میں ایک اہم اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کچھ حضرات سے ان کے دینی کام کی وجہ سے بہت خوش تھے۔

حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا صوفی مدظلہ ان خوش قسمت حضرات میں سے ہیں جنہوں نے حضرت امام لاہوری رح سے فیض حاصل کیا اور ہمارے حضرت امام الہدیٰ

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت پائی۔ حضرت میاں صاحب نے بتایا کہ آج دو تین مرتبہ ٹیلیفون پر قطب عالم حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی دامت برکاتہم خلیفۂ مجاز حضرت امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو ہوئی۔ ان کے مشورے سے حضرت صوفی محمد یونس صاحب مدظلہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کا باقاعدہ مجاز قرار دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ روحانی اسباق کی تکمیل اور سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ میں حضرت صوفی صاحب کی طرف رجوع کرنے والے انشاء اللہ العزیز فیض پائیں گے۔ حضرت میاں صاحب نے حضرت صوفی صاحب کو منبر پر بُلایا۔ ان سے مصافحہ اور معانقہ کے بعد انہیں اپنی جیب سے گھڑی نکال کر دی جسے حضرت صوفی صاحب نے چوم کر اور سر پر رکھ کر قبول کیا۔

حضرت میاں صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جن حضرات نے اس مرکز رشد وہدایت کو اُسی طرح آباد رکھا ہو انہیں کیسے بھلایا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر بعد والے نہیں بھولے تو جانے والے انہیں کیسے بھلا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم اور عنایات آج بھی پوری جماعت پر سایہ فگن ہیں۔ حضرت حضرت امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی چند آیات کی تشریح بیان فرماتے ہوئے حاضرین سے کہا کہ ہمیں قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا اس مرکز رشد وہدایت سے تعلق کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق گذاریں۔

بعدازاں حضرت میاں صاحب مدظلہ نے دو ننھے منے بچوں کی دستار بندی فرمائی اور انہیں اپنی جیب خاص سے نقدی عنایت فرمائی۔ ان بچوں نے حضرت مولانا قاری مقبول الرحمٰن صاحب (توحید نگر لاہور) کے مدرسے سے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ مولانا مقبول الرحمٰن ان بچوں کو اس مقدس مجلس میں شرکت کے لیے خود ساتھ لائے تھے۔

آیت کریمہ کے اختتام کے بعد میاں صاحب نے فرمایا کہ قلوب کی سیاہی کو ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز ختم نہیں کر سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ خوش قسمت ہیں وہ حضرات جنہوں نے اس بابرکت مجلس میں شرکت فرمائی۔

حضرت مولانا محمد صابر صاحب (کوٹ عبدالمالک) تربیت یافتہ حضرت اقدس میاں صاحب نے بڑی رقت آمیز دُعا فرمائی۔ اس تقریب سے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب فاروقی (کامونکی) نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ صحابۂ کرام رضؓ دین کے اصل شارح ہیں۔ اُن پر تنقید کرنے والوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ آج کے نوجوان کو صحابۂ کرام رضؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ زندگی گذارنے کے لیے صحیح راہنمائی

بقیہ: حضرت عمر رضؓ

وجہ سے قحط پڑا۔ لوگ حضرت عمر رضؓ کو میدان میں لے آئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر خدا سے دُعا کی یا اللہ ہم تجھ سے بخشش و مغفرت طلب کرتے ہیں اور اس تیرے بندے عمر کے طفیل بارش مانگتے ہیں۔ ابھی لوگ دُعاء کرکے اپنی جگہ سے نہ ہٹے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔

- حضرت طلحہ رضؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے ایک گھر میں جا کر ایک اندھی بوڑھی کو دیکھا۔ میں نے پوچھا اے بڑھیا رات کو کون شخص تمہارے پاس آیا کرتا ہے؟

بڑھیا نے کہا۔ عمر میرے گھر روزانہ آکر میرے گھر کی صفائی کرتا ہے، بکری کا دودھ دوہتا ہے میری خوراک کا بندوبست کرکے چلا جاتا ہے۔

ایک صاحب علم و دانش زائر حرمین الشریفین کے تاثرات حج

مدینہ منورہ سے ایک مکتوب

اخوت اسلامی کے مظہر اس

اجتماع عظیم

کو دیکھ کر دل خود بخود اسلام کی صداقت و شان کا معترف ہو جاتا ہے

دُنیا کے ہر گوشے کے مسلمان فلاح دارین کی تمنا کا دامن تھامے جوق در جوق یہاں چلے آتے ہیں

- سعودی حکومت کی جانب سے کیے گئے وسیع انتظامات حیرت انگیز اور لائق تعریف ہیں
- سعودی عرب موسم حج میں رنگ و نور کی نئی بہار سے گذرتا ہے۔

جناب اقبال احمد صدیقی، صدر تحریک اصلاح ابلاغ عامہ پاکستان

باب المجیدی
المدینۃ المنورہ (سعودی عرب)
۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء

گرامی قدر و مکرم مولانا عبدالرشید انصاری صاحب
ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین
لاہور:

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

الحمدُ للہ اس سال فریضۂ حج ادا ہو گیا اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ پورا سفر حجاز، جس کا آغاز پی آئی اے کی حج پرواز نمبر ۱۱۱۱ (گیارہ سو گیارہ) سے کراچی کے بین الاقوامی فضائی مستقر سے ہُوا تھا بخیر وعافیت بصحت و سلامتی مناسک حج کی ملحوظ احتیاط کے ساتھ مکمل ہُوا اور یہ بات اللہ جلشانہٗ ہی بہتر جانتے ہیں کہ بصمیم قلب کی گئی دعاؤں، عبادتوں اور فرض، واجب سنت یا نفلی نمازوں کو اس حقیر بندہ عاجز کی فرد گذاشتوں کے باوجود بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا کوئی درجہ مل سکا یا نہیں۔ اگر شرفِ قبولیت کا کوئی درجہ، کوئی التفات اس بادشاہوں کے بادشاہ، فرمانرواؤں کے فرمانروا، آقاؤں کے آقا، قادرِ مطلق احکم الحاکمین کے دربار میں مل سکا ہو تو مجھ گنہگار خطاوار کے لیے یہ دنیا و دین کی سب سے بڑی کامیابی اور سرفرازی ہے اور میرے لیے سراسر ایسا عظیم اجر اور انعام خداوندی کہ جس کے لیے اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہٗ لاشریک کا تا دم آخر سراپا تشکر رہوں گا اور اس وقت جبکہ منٰی عرفات مزدلفہ کے قیام اور طواف زیارت و طواف وداع کے مرحلوں سے گذر کر مکہ مکرمہ سے حاضری مدینۃ النبیؐ میں ہو چکی ہے اور تمام نمازوں کی باجماعت ادائیگی کی یادگار ترین سعادت مسجد نبویؐ میں حاصل ہو رہی ہے ہر وقت گذرے لمحات کے نقوش ذہن و دماغ پر ابھر رہے ہیں۔ ایام تشریق میں ایک شخص جس امتحان سے گذرتا ہے اس کی صحیح کیفیت صرف وہی لوگ جان سکتے ہیں کہ جن کو اللہ تبارک و تعالٰی نے یہاں حاضری کا موقعہ عطا کیا ہو۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ ایک عام حاجی کی

حیثیت سے عازم حجاز مقدس ہوئے ہوں کہ اگر یہ سفر بھی رضائے الٰہی پر انحصار کی بجائے جاہ وحشم کی جدید ترین راحت نوازیوں اور آرام وآسائش کی سہولتوں کے ساتھ کیا جائے تو پھر شاید ہی فریضۂ حج کا اصل رنگ اور حقیقی لطف حاصل ہو سکے۔ مناسک حج بلاشبہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ایک ریفریشر کورس کے مترادف ہیں اور تعمیلِ احکام خداوندی میں پیش پیش رہنا، اگر یہ جوش وجذبہ دیکھنا ہو اور اس کا لُطف اٹھانا ہو تو توفیقِ الٰہی سے حرمِ کعبہ میں نہ رُکنے والا طواف کا رُوح پرور منظر چشم بینا سے دیکھا جائے جب مسجد بیت اللہ کی پوری فضا

لبیک اللھم لبیک
لبیک لاشریک لک لبیک
ان الحمد والنعمۃ
لک والملک لاشریک لک

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جلیل القدر اور حوصلہ مند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کئی دنوں میں یہ فاصلہ طے کیا تھا۔ اور اب مدینہ منورہ کی ایک شاہراہ "شاہراہ ہجرۃ" کے نام سے مشہور ہے۔ بالکل اسی طرح شاہراہ حرم، شاہراہ ابی ذر، شاہراہ قبا اور شاہراہ احد بھی۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سعودی

ایامِ تشریق میں ایک شخص جس امتحان سے گزرتا ہے اس کی صحیح کیفیت وہی لوگ جان سکتے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے یہاں حاضری کا موقع عطا کیا ہو

حج کا کوئی رکن کوئی عبادت مصلحت خداوندی اور دینِ حق کی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم خاص مزید یہ کہ میں نے یہ سفر حج اپنی شفیق والدہ محترمہ، اپنی اہلیہ اور اپنے فرزند کے ہمراہ کیا اور بزرگوں کی خدمت اور رفقائے سفر کے جذبہ تعاون کی افادیت بھی خوب اُجاگر ہوئی۔ مشکلات اور معمولات پر خالقِ حقیقی کی خوشنودی کا غالب رہنا، اور نہ صرف ہر حالت میں خوش رہنا بلکہ تلبیہ کی ایمان افروز صداؤں سے گونج رہی ہوتی ہے، یہ رُوح کو مضطرب کر دینے اور حواسِ خمسہ کو یکسو کر دینے والی کیفیت حرم شریف میں موجود لاکھوں افراد کو اپنے معطر معطر اور روشن روشن دامن میں سمیٹے ہوتی ہے۔ مکّہ مکرّمہ سے پختہ اور کشادہ سڑک پر مدینہ منورّہ کا ساڑھے پانچ گھنٹے کا سفر پیغمبر اسلام سیدالانبیاء، خاتم المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل اور صبر آزما سفر ہجرت کی یاد دلاتا رہا۔ عرب موسم حج میں رنگ ونور کی نئی بہار سے گذرتا ہے۔ اس سال سعودی عرب میں مقیم وہ ہزاروں افراد اس لیے حج نہیں کر سکے کہ حکومت سعودی عرب نے پانچ سال سے قبل دوسرے حج پر قانوناً پابندی عائد کی ہے تاکہ پہلی بار آنے والے زائرین حرم، حکومت سعودی عرب کی فراہم کردہ سہولتوں سے بہتر طور پر استفادہ کر سکیں لیکن اس کے باوجود بیرونِ ملک اور اندرونِ ملک

سے آئے ہوئے حجاج کرام کی بہت بڑی تعداد مکہ مکرمہ میں موجود رہی اور ایام تشریق کی رونق اجتماع عظیم سے دوبالا ہوئی۔ دنیا کا کوئی براعظم اور کوئی ملک شاید ایسا نہیں تھا کہ وہاں سے فرزندانِ اسلام بیت اللہ

مکہ مکرمہ سے پختہ اور کشادہ سڑک پر مدینہ منورہ کا ساڑھے پانچ گھنٹے کا سفر سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرۃ کی یاد دلاتا رہا جب آپؐ نے کئی دنوں میں یہ فاصلہ طے کیا تھا

میں حاضری کے لیے نہ آئے ہوں۔ اشتراکی ممالک خصوصاً مشرقی یورپ کے ممالک سے بھی کسی نہ کسی تعداد میں مسلمان آئے اور اللہ وحدہ لا شریک کے احکام کی تعمیل کی سُنّتِ ابراہیمیؑ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کیا اور اس عہد کی تجدید کی کہ دینِ حق تو صرف اسلام ہی ہے۔ الحاد، کفر، شرک، تثلیث نصرانیت، مجوسیت اور باطنی فرقوں کی مفروضہ داستانوں میں انسانی فلاح ونجات کا کوئی امکان ہرگز نہیں۔ یوم الحشر کے محاسبہ پر یقین نہ رکھنے والے اور عقبیٰ کے لیے کوئی حقیقی رختِ سفر نہ باندھنے والے اس دنیا میں عیش وتنعم کے مزے لوٹ لیں آخرت میں جہنم کے سوا ان کا کوئی ٹھکانہ ہرگز نہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تو معیار پسندیدگی نہ جاہ وحشم ہے نہ دولت وثروت، عہدہ ومنصب ہے نہ بندوں پر حاکمیت یا بندوں کی غلامی، خاندانی عزت وشہرت ہے نہ شان وشوکت کے طریقے۔ وہاں تو نیّتوں کا احوال پرکھا جاتا ہے، تقویٰ کے میزان پر تولا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے واضح طور پر فرمایا تھا:

اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِنْ
اَسْوَدَ وَلَا اَحْمَرَ اِلَّا
اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰى
(مشکوٰۃ شریف)

(کہ تم کسی کالے اور گورے سے بہتر نہیں ہو ہاں اگر تقویٰ میں بڑھ جاؤ تو اور بات ہے)

احکامات الٰہی کی حکمت ومطابقت عہد رسالت کے تاریخی سیاق وسباق میں جتنی واضح ہو کر یہاں دائرہ فہم میں آتی ہے، اس پر حیرت نہیں ہونی چاہیئے۔ اخوت اسلامی کے مظہر اس اجتماع عظیم کو دیکھ کر دل خود بخود دینِ حق اسلام کی بے مثال شان وشوکت، صداقت وحقانیت کا معترف ہو جاتا ہے کہ یہ اسلامی انقلاب کی عظیم ترین کامیابی نہیں تو اور کیا ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے کے مسلمان اس کی کشش میں اور دینی ودنیاوی فلاح کی توقعات کا دامن پکڑے جوق در جوق یہاں چلے آتے ہیں۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر للہ الحمد کے کلمات تحسین وعقیدت ہر طرف جاری وساری

دُنیا کا کوئی بَرّ اعظم اور کوئی مُلک ایسا نہیں کہ وہاں سے فرزندانِ اسلام بیت اللہ میں حاضری کے لیے نہ آتے ہوں

ہو جاتے ہیں۔ بے شک اللہ سب سے بڑا ہے۔ ساری شان وشوکت اُسی کو زیبا ہے۔ سارے دنیاوی آقا اُسی کے محتاج ہیں۔ کوئی اُس کا شریک اور ہمسر نہیں ہے۔ وہی قادرِ مطلق اور حاجت روا ہے اور یہ وہ مبارک ساعتیں ہیں کہ مانگنے والا تو تھک سکتا ہے لیکن اس مختارِ کل کی رحمت وبخشش، انعام واکرام کی

بارش کسے کے روکے رُک نہیں سکتی۔ مسجد الحرام ہو یا مسجد نبوی دونوں جگہ اللہ کے بندے اللہ جل شانہٗ کے حضور صف بستہ ہیں۔ دُنیا جہان کے مسلمانوں کے ساتھ جن کی زبانیں الگ، رنگ الگ، لباس الگ مزاجی کیفیات الگ، نقش ونگار الگ، لیکن یہاں مربوط ومتحد ملت براہیمیؑ اور ایک امتِ محمدیؐ کی حیثیت سے، شانے سے شانہ ملائے ہُوئے، قدم سے قدم ملائے ہوئے۔ جیسے ایک ہی گھر ایک ہی خاندان کے افراد ہوں۔ سب ربِ کعبہ کے حضور اپنے عقیدۂ توحید کی تجدید کر رہے ہیں اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کرام سیدنا ابو بکر صدیق ثانی اثنین فی الغار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور امیر المؤمنین عمر بن خطاب مظہر دین اسلام ثانی الخلفاء ناطق" بالعدل والصواب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سلام عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا** کے حکم ربّانی کی تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اس سال ۱۹۸۵ء موافق ۱۴۰۵ھ میں جن حضرات نے سعادت حج ادا کی ہے دار الثقافہ للطباعۃ مکہ مکرّمہ نے ان کے یہ اعداد شمار شائع کیے ہیں۔ ممکن ہے پاکستان میں ابھی تک یا اس انداز سے یہ تفصیل شائع نہ ہوئی ہو۔ درج کرتا ہوں:

عدد واجناس الحجاج الوافدین

ملک	تعداد	ملک	تعداد
لبنان	... ۳۸۶۲		
کویت	۷۸۸۷	عمان	۱۵۹۶۲
ترکی	۴۱۶۹۳	افغانستان	۴۳۷۴
ملائیشیا	۲۴۴۱۵	سنگاپور	۲۹۴۲
ہندوستان	... ۳۳۶۹۱		
پاکستان	... ۸۷۸۸۹		
ایران	... ۱۵۲۲۲۷		
بنگلہ دیش	۱۵۰۵۷		
سری لنکا	۱۰۳۱	تھائی لینڈ	۲۶۷۷
انڈونیشیا	۴۱۹۶۵	چین	۱۹۰۹
نائجیریا	۲۵۹۴۵	تنزانیہ	۱۰۵۲
ماریشس	... ۲۹۸		
سیرالیون	... ۳۲۷		
ایتھوپیا	... ۷۶۹		
یوگنڈا	... ۱۱۸		
مالی	... ۲۱۰۳		
گھانا	... ۶۵۸		
برطانیہ	... ۳۱۶۴		
امریکہ	... ۸۳۳		

یہ وہ مبارک ساعتیں ہیں کہ مانگنے والا تو تھک سکتا ہے لیکن اس مختار کل کی رحمت وانعام کی بارش کسے کے روکے رک نہیں سکتی

ملک	تعداد	ملک	تعداد
یمن	۱۱۲۱۴	تیونس	۱۲۵۵۷
شام	۱۱۱۴۳	الجزائر	۲۷۸۹۰
قطر	۹۴۹	مصر	۱۳۰۸۷۲
جنوبی یمن	۵۴۴۷	بحرین	۳۴۷۷
جمہوریہ عراق	۳۳۸۵۶		
متحدہ عرب امارات	۵۹۸۲		
صومالیہ	۳۵۱۰	سوڈان	۲۵۳۳۱
مراکش	۲۲۹۳۵	موریطانیہ	۱۱۹۸
لیبیا	۱۳۴۴۱	فلسطین	۲۳۱۷
جیبوتی	۶۱۱	اردن	۱۴۵۳۲

ان کے علاوہ ہالینڈ، کناڈا، فرانس یونان، یوگوسلاویہ، آسٹریلیا اور کئی دوسرے ممالک سے بھی حجاج کرام آئے۔ سعودی عرب کی حکومت کی جانب سے پینے کے پانی کی فراہمی، صحت وصفائی کے معاملات، روشنی اور ٹرانسپورٹ کی ضروریات پر جو وسیع انتظامات کیے گئے وہ حیرت انگیز ہونے کے علاوہ نہایت قابل قدر تھے۔ جلالۃ الملک فہد بن عبد العزیز نے ذاتی طور پر اور ان کی حکومت

کے اربابِ اختیار نے مجموعی طور پر ان لاکھوں مہمانانِ حرم کی پذیرائی شایانِ شان طور پر کر کے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا اور خادم حرمین شریفین نے اس موقع پر عمارات مقدسہ میں مزید توسیع کا اعادہ کیا۔ حج ۱۹۸۵ء کے موقع پر جیسا کہ اعداد وشمار سے ظاہر ہے سب سے زیادہ حجاج کرام ایران سے آئے لیکن جہاں پاکستان جیسے کے خلاف بھی مظاہرے کیے جاتے رہے۔ اگرچہ دوسرا کوئی ملک بھی ایسی کسی سیاسی سرگرمی میں معروف ومُلوّث نہیں تھا۔ ایرانی زائرین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ خواتین کی تعداد بہت زیادہ تھی اور مردوں کی تعداد نسبتاً" کم۔ لیکن یہ اپنی سرگرمیوں میں اپنے زائرین کی نگہداشت میں ان کی تربیت اور راہنمائی میں نہایت مستعد نظر انداز سے برملا خطاب کرتے رہے جیسے نشتر پارک کراچی میں کوئی مجلس عزا منعقد کی جا رہی ہو۔ سعودی پولیس احتیاطی تدابیر کے تحت حرم نبوی کے اطراف اور جنت البقیع کے آس پاس بڑی تعداد میں پھیل گئی تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہو جس پر دنیا بھر کے اسلام دشمن عناصر کو پروپیگنڈہ کرنے کا موقع

اِس وقت جبکہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ کے قیام اور طواف زیارت وطواف وداع کے مرحلوں سے گذر کر مکہ مکرمہ سے مدینۃ النبیؐ میں اور مسجد نبوی میں حاضری ہو چکی ہے ہمہ وقت گذرے لمحات کے نقوش ذہن ودماغ میں ابھر رہے ہیں

دوسرے ممالک نظم وضبط کی ضرورت سے بے خبر رہے وہاں ایرانی حجاج نے نہایت منظم انداز میں اپنے قومی پرچم لہراتے ہوئے مناسک حج میں حصہ لیا۔ انہوں نے میزبان حکومت کی کشادہ دلی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے فریضۂ حج کی عبادات کے موقع پر سیاسی نوعیت کے نعرے لگائے۔ ان نعروں میں امریکہ سب سے بڑا ہدف تھا۔ دوسرے نمبر پر روس اور اسرائیل آتے رہے۔ ایرانی پرچم اور لٹریچر کے علاوہ ایرانی انقلاب کے قائد خمینی کی تصویریں اُٹھائے ہُوئے اور اپنی قیادت کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے انہیں کبھی منیٰ، کبھی عرفات اور کبھی مکہ کی سڑکوں پر دیکھا گیا لیکن مدینہ منورہ میں یہ مناظر اور زیادہ حیران کن ہو گئے جب جنت البقیع کے عین مقابل ایرانی زائرین نے باقاعدہ مجلسیں برپا کیں اور ایرانی ذاکرین اس مل سکتا ہو۔ ایرانی زائرین مسجد نبوی میں زیارت روضۂ اطہر کے دوران کافی بلند آواز سے پڑھتے ہوئے گذرتے تھے اور اکثر نعرے بھی لگاتے تھے جب کہ مسجد نبویؐ میں داخل ہونے اور روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے ادب واحترام کا تقاضا سب مسلمان بخوبی سمجھتے ہیں اور مؤدب ہو کر حاضری دیتے ہیں۔ اور یہی حکم خداوندی حضور اکرم صلی اللہ

جنت البقیع کے سامنے ایرانیوں نے مجلسیں برپا کیں۔ ایرانی ذاکر اس انداز سے خطاب کرتے رہے جیسے نشتر پارک کراچی میں کوئی مجلس عزا منعقد کی جا رہی ہو

علیہ وسلّم کے روضۂ اطہر کی محراب پر
جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اس
نامناسب صورت حال کو سعودی
محافظوں نے جس قدر صبر و تحمّل سے
قابو میں رکھا وہ نہایت قابلِ تحسین
قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ایرانی زائرین
کے بڑھتے ہوئے دباؤ نے پورے
عالمِ اسلام کے لیے ایک لمحۂ فکریہ پیدا
کر دیا ہے۔ راقم الحروف کو مدینہ
منورہ میں قیام کے دوران جہاں لائقِ
زیارت تبرک مقامات پر جانے کا موقع
ملا۔ وہاں بعض بزرگ اور دین کا درد
رکھنے والی قابلِ احترام شخصیتوں سے
ملاقات بھی ہوئی۔ بہرحال علمائے حق
کا نقطۂ نظریہ ہے کہ سعودی عرب
کے فرمانروا جلالۃ الملک عبدالعزیز کے
عہد حکومت تک ایرانی زائرین پر پابندی
ایک صحیح حکمت عملی تھی، شہنشاہ ایران
اور شاہ فیصل شہید کے زمانے میں

شاید مشترک امریکہ دوستی کے نتیجہ میں
یہ فیصلہ تبدیل ہوا اور اب ایرانی زائرین
کی آمد ایک نئی اور نازک صورت حال
پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہے۔
(پاکستانی حجاج کے حقیقی مسائل کی نشاندہی
آئندہ کسی موقع پر کروں گا۔ اس عنوان
پر یہاں کوئی گفتگو ممکن نہیں)۔ تاہم
پاکستانی حجاج اپنے وطن کے معاملات
میں بڑے حسّاس نظر آئے۔ کاش
سیاستداں نہیں تو علمائے حق باہمی اختلافات
ختم کر کے قوم کی صحیح راہنمائی اور حقیقی
ذہنی و فکری تربیّت کا اہتمام کریں۔
پاکستان کی صورتِ حال کے پیشِ نظر
پاکستانی حجاج نے اپنے ملک کی ترقی و
استحکام کی دُعا کی کہ اللہ ربّ العزّت
حکمرانوں کو اسلام کا دفاع کرنے کے لیے
بلند حوصلہ اور ولولۂ تازہ عطا کرے اور وہ
اللہ کے سوا کسی سے خائف نہ ہوں۔
جس بات پر میں اپنی دُعاؤں میں ہمیشہ

زور دیتا رہا وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
ملک میں نفاذِ شریعتِ اسلامی کے لیے
راستہ پوری طرح صاف کر دے اور ان
رُکاوٹوں اور مزاحمتوں کا یکسر خاتمہ کر دے
جو نظام اسلامی کے مکمل نفاذ کا خواب
شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیتیں کیوں کہ
پاکستان بنا ہی اسلام کے لیے ہے اور
اسلام ہی کے طرزِ حیات اور نظامِ حکومت
پر قائم رہ سکتا ہے۔ اب محض زبانی
کلامی دعووں سے کام نہیں بنے گا، یہ کام
انقلابی خطوط پر ہونا چاہیئے۔ کاش
یہ پاکستانی حجاج جو اپنے وطن کو واپس
ہو رہے ہیں۔ ایک نئے جذبۂ ایمانی
سے خالصتاً دینِ حق کے فروغ،
سربلندی، رضائے الٰہی اور اتّباعِ
رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے کام
کریں۔

اس زرّیں موقع نے یہ جاننے کا
موقع دیا اور ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے
کہ اسلام کتنا عظیم الشان اور ہمہ گیر
مذہب ہے۔ درحقیقت پاکستانی عوام
کی فلاح اور بقا سراسر اس میں ہے
کہ وہ اسلام کے دامن سے عملاً وابستہ
رہیں اور اشتراکیت، الحاد، سیکولر
طرزِ حکومت اور مغربی جمہوریت
کے دامِ فریب میں ہرگز نہ آنے پائیں۔
برحمتک یا ارحم الراحمین

اللہ تعالےٰ آنکھوں کی چوری کو
اور سینوں کے بھیدوں کو جانتے ہیں

مولانا محمد عنایت اللہ وارثی

ہجری سالِ نو سنہ ۱۴۰۶

انقلاب بہ عمر آباد جہاں مے خواہم
شاید ایں طائع برگشتۂ من برگردد
(ترجمہ) دُنیا کے غم کدے میں
ایک انقلاب کا طلب گار
ہوں، ہوسکتا ہے کہ مجھ سے
روٹھے ہُوئے میرے بھلے
دن پھر پلٹ آئیں۔
منفی کا منفی مثبت ہی کی صورت
میں سامنے آتا ہے۔ بدنصیبی کے
بُرے دنوں پر اگر کوئی بُرا وقت آ
جائے اور وہ اپنی موت آپ مر کر
ختم ہو جائیں تو اس عمل منفی کا
نتیجہ لازماً اثبات ہی کی صورت
میں سامنے آئے گا اور وہ یہی ہو
گا کہ اب اچھے دن آ گئے۔
لیکن ایسی خوشگوار تبدیلیوں
کا ذمہ دار اللہ تعالےٰ نے انسان
اور خود انسان ہی کو قرار دیا ہے۔
خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

محرکاتِ عمل

ہر انسانی فعل اور عمل کی بنیاد
کوئی نہ کوئی تحریک ہوتی ہے۔ ہم مختلف
آوازیں اور خبریں سُنتے ہیں۔ آنکھیں
واقعات اور حالات کا مشاہدہ کرتی
ہیں۔ دماغ ان مشاہدات پر غور و فکر
کرنے کے بعد ایک نتیجہ اخذ کرتا
ہے جس نتیجے کے تاثر سے دلی
جذبات متاثر ہوتے ہیں اور پھر یہی
ہاتھ پاؤں، زبان، کان غرض تمام
اعضا و جوارح دل کے جذبات یا دماغ
کی سوچ کے تحت اسی مسلسل تحریکات
کے مطابق عمل کی ایک بنیاد کھڑی
کر دیتے ہیں۔
یہ ہے انسانی اعمال اور افعال
کے ظہور اور وجود کی مختصر روئداد جن
کا ارتکاب کسی ماحول سے متاثر
ہو کر انسان کرتا ہے لیکن یاد رہے
کہ اسلام نے انسان کا رُخ ماحول
اور حالات کے بجائے سرے سے
آسمانی ہدایات کی طرف موڑ دیا ہے۔
یعنی یہ نہ دیکھو کہ ہو کیا رہا ہے۔ دیکھو
یہ کہ ہونا کیا چاہیئے؟ پہلے دن سے
انسان کو زمین پر آباد کرتے وقت
تاکید کر دی گئی کہ مطمئن اور بے خوف و خطر
زندگی بسر کرنے کی صرف یہی ضمانت
ہے کہ تعمیلِ حکم کرو، رواج و
رسوم کی پابندی مت کرو۔

کان آنکھ اور دل ان سب کی اس سے جواب طلبی ہوگی

"اور تمہارے لیے زمین
میں ایک وقت تک ٹھکانا
اور ساز و سامان ہے....
اگر ہماری طرف سے تمہارے
پاس کوئی ہدایت پہنچے تو
(اس پر چلنا، کیونکہ) جو ہماری
ہدایت کی پیروی کریں"
انہیں نہ کوئی خوف ہوگا

اور نہ آزردہ خاطر ہوں گے"۔
(بقرہ - ۴)

کان، آنکھ اور دل تمام قوتوں کو بھی آخرت کی جواب دہی کا ذمہ دار قرار دے کر ماحول کے تاثرات سے یک سر آزاد اور بے نیاز کر دیا۔
"بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کی اس سے جواب طلبی ہو گی"۔
(بنی اسرائیل - ۴)

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مومن فقط احکام الٰہی کا ہی پابند یہ بنیادی ہدایت اس لیے دے دی گئی کہ مادی محرکات کے نتیجہ میں مادہ پرستی ہی پیدا ہو سکتی ہے اور حیوانیت ہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ملّتِ ابراہیمی کے بنیادی اصول

ہم مسلمان ملتِ ابراہیمی کے احیاء و تجدید کے سچے دعویدار ہیں... بیت اللہ... بیت اللہ کا طواف... حج... قربانی وغیرہ ان تمام بنیادی اصول و اعمال کی تاریخوں اور روقتوں کا تقرر اور تعین اس موحّدِ اعظمؑ نے موسم کا بہ لحظہ اور ملک بہ ملک تبدیل ہوتے رہنے والی نظامِ شمسی کی منزل کی بنیادوں پر نہیں رکھا اور دنیا کو ہندسہ دانی کے وہمی اور ظنی علوم کا پرستار بننے کی تکلیف نہیں دی بلکہ قمری مشاہدے ایسے عام فہم نشان پر بنیاد رکھی ہے جسے دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے ہر شہری اور دیہاتی بلکہ بدوی تک ایک جیسا سمجھ سکتے اور کسی خاص موسم اور کسی خاص آب و ہوا کی مادّی پابندی کے بغیر ہر موسم اور ہر ملک میں اس سے ایک جیسا کام لے سکے۔

سن و سال اور قرآن حکیم کی وضاحت

یہی وہ نظام ہے جس کے متعلق قرآن حکیم نے وضاحت کی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق اور آفرینش کائنات کے وقت سے یہی نظام ترتیب دیا گیا اور ہر پیغمبر نے اسی نظام کی تجدید کی ہے اور کرائی ہے۔ بلکہ قرآن حکیم نے اس قمری حساب کے خلاف عمل کرنے اور اسے توڑ کر موسمی اثرات کے تحت کوئی نظام ترتیب دینے کی کفر ہی نہیں بلکہ کفر میں مزید اضافہ قرار دیا ہے۔ فرمایا:
"حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرام ہیں۔ یہی ٹھیک ضابطہ ہے۔ لہٰذا ان چار مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے بھی مل کر لڑو جس طرح سب مل کر وہ تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں ہی کے ساتھ ہے۔ تو کفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری بھی کر دیں اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی کر لیں۔ ان کے بُرے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیے گئے اور اللہ منکرینِ حق کو ہدایت نہیں دیا کرتا"۔ (سورہ توبہ رکوع ۵)

صورتِ حال

تشکیلِ پاکستان اور آزادی کے قریباً چالیس سال گزر جانے کے باوجود ہمارے معاشرے میں ہجری سن و سال کے بجائے اب تک میلادی یعنی عیسوی سن رائج ہے۔ ملک کی آزادی کے بعد بھی کئی دوسری یادگاروں کی طرح اب تک انگریزی دورِ حکومت

کی یہ یادگار بھی ہماری زندگی کے ماہ و سال، روز و شب بلکہ حال و مستقبل کے ایک ایک لمحہ پر مسلّط ہے، ہماری زندگی میں طلوع ہونے والا ہر سورج اسی مطلع سے طلوع ہوتا ہے اور اسی یاد کی امانت دے کر غروب ہو جاتا ہے۔ لین دین کے تمام معاملات سفر و حضر کی ہر حرکت و سکون، غم و شادی کے اجتماعوں کی تمام تقریبات نوحہ ہائے ماتم کی چیخیں اور نغمات عیش، دفتروں کی حاضریاں اور رخصتیں، کاروبار کی کلی مصروفیتیں، غرض معاشرتی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی عیسوی سن کی یاد کو ہماری نگاہوں کے سامنے رکھتا ہے جو آج سے دو سو سال پہلے فرنگی آقاؤں نے ہمیں اپنی غلامی کا جوا پہناتے وقت شاہی جھنڈے اور دوسرے نشانات کے ساتھ اس بظاہر معمولی اور درحقیقت نہایت گہرے دُور رس نتائج کے حامل نشان کو ہمارے معاشرے یا بالفاظِ دیگر ہماری غلامی کے جیل کی فصیل پر نصب کیا تھا۔

سن و تاریخ کے اس ماحول میں جو ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں چل رہا ہے گو دینی بے حسی کی وجہ سے بظاہر کوئی خرابی محسوس نہیں کی جاتی لیکن کیا یہ خرابی کم ہے کہ ہم اس پر حکمت مصلحت بلکہ ہزارہا مصلحتوں سے محروم ہیں جن کے پیشِ نظر اکابر صحابہؓ کی مقدس جماعت نے بالاتفاق تمام ملکوں کے رواجات نظر انداز کر کے ہمارے لیے قمری سن و سال کو معمول بہا قرار دیا اور ہجرت کے انقلاب انگیز اخلاقی واقعہ کو اپنے سن کی بنیاد بنایا۔ اسلامی نظام حکومت میں اس کو بنیادی حیثیت دی تاکہ مختلف ممالک کے مختلف موسموں اور فصلوں میں اس عالم گیر آفاقی نظام کے شرعی احکام کی بجا آوری یکساں رہ سکے تاکہ یہ نظامِ حکومت دنیا کے تمام ملکوں کے مختلف موسموں کے اثرات اور رسوم و عادات سے متاثر نہ ہو بلکہ ہر ایک پر اثر انداز ہو۔

اس مجرمانہ غفلت یا غلامانہ خصلت کا نتیجہ

اعتقادی سرمائے کے اس عظیم نقصان کے علاوہ ہمارے معاشرے کو جو ادنیٰ سے ادنیٰ نقصان ہجری سن کے ترک ہو جانے سے پہنچا ہے اور اب تک مسلسل پہنچ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ ہماری زندگی کے معاشرتی تمام معاملات تو سن عیسوی کے تحت چل رہے ہیں لیکن روزہ، حج، عیدین وغیرہ کے تمام اجتماعات کے اوقات چونکہ سن ہجری کے تحت آتے ہیں، اس لیے یہ غلط اور گمراہ کن تصوّر ہمارے معاشرے میں پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جاتا ہے کہ دین کو دُنیا سے کوئی تعلّق نہیں۔ یہاں تک کہ دین کے فرائض و احکام اور ان فرائض و احکام کی پاسداری صرف ایک مقدّس امانت بن کر رہ گئی ہے جسے ہماری روزمرّہ زندگی اور معاشرتی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس ملحدانہ بے ہودہ تصوّر نے دین کو دین ہی نہیں رہنے دیا۔

اس میں شک نہیں کہ انفرادی طور پر ہر پاکستانی مسلمان اسلامی طرزِ زندگی کو اپنانے کے لیے بے تاب ہے۔ موجودہ طرزِ زندگی سے بے زار ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے صدقِ دل سے کوشش بھی کر رہا ہے، لیکن یہ مسئلہ انفرادی نہیں، اجتماعی ہے اور اجتماعی بنیادوں پر ہی حل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں انفرادی کوششوں کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو سوار تو ہو چکا ہے ایسی ریل گاڑی میں جو اس کی منزل مراد کی مخالف سمت جانے والی ہے اور اس حادثے کا علم ہو جانے پر بے تابانہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور ریل گاڑی کے ڈبے میں اپنی اصل منزل کی طرف رُخ کر کے چل بھی پڑتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ جتنے وقت میں یہ مخلص راہرو مسافر ریل گاڑی کے طویل ڈبے کی ایک طرف سے دوسری جانب تک کا فاصلہ صحیح رُخ کی طرف طے کرے گا،

بقیہ ص ۲۹ پر

ایک صحابیِ رسولؐ کی تمنّائے شہادت

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان

ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ایمان لایا اور آپ (علیہ الف الف سلام) کی اتباع و پیروی قبول کی۔ اور کہا کہ میں بھی آپؐ کے ساتھ ہجرت کروں گا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس کو بعض صحابہ کرامؓ کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس کا خیال رکھیں۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر کچھ مالِ غنیمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمایا۔ یہ اعرابی اس وقت چراگاہ میں گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کو حصۂ رسدی دیا گیا۔ اُس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے اس کو بتایا کہ یہ تمہارا حصّہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیا ہے۔ وہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تمہارا حصّہ ہے"۔ اس نے کہا کہ میں اس کی خاطر آپ کے ساتھ نہیں ہوا تھا میں نے تو اس لئے آپ کی اتباع کی تھی کہ مجھے اس جگہ (اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا) دشمن کا کوئی تیر لگے، میری موت ہو جائے اور میں جنّت میں پہنچ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری نیّت صحیح ہے تو اللہ تعالےٰ ایسا ہی کرے گا۔

خیبر کے موقع پر جب دشمن سے جنگ ہوئی اور شہداءؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے تو ان میں یہ خوش نصیب بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس نے سچائی کا معاملہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے بھی اس کی خواہش کو سچ کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جُبّہ مبارک میں اس کو کفن دیا۔ پھر اس کی نمازِ جنا پڑھی اور اس کے لئے یہ دعا فرما کہ،

"اے اللہ! تیرا یہ بندہ تیرے راستے میں ہجرت کے لئے نکلا تھا۔ یہ تیری راہ میں شہید ہوا ہے اور میں اس کا گواہ ہوں"۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۳۹۴)

حجاج اور سعید بن جبیرؒ

علامہ قسطلانیؒ نے ایک لطیفہ نقل کیا ہے کہ حجاج بن یوسف جس کے متعلق حضرت حس بصریؒ نے فرمایا کہ اس امت ک ہر چیز کو خدا نے دوسروں پ فوقیت دی ہے۔ اگر قیامت میں دوسری امتوں کے ظلم اکٹھے ہوں تو ہمارا ظالم (حجاج بن یوسف) سب سے بڑھ جائے گا کیونکہ ترمذ میں ذکر ہے کہ ایک لاکھ بیس ہز صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اس نے اپنے سامنے قتل کرایا ہے۔ اس ظالم نے ایک مرتبہ حضرت سعید

بن جبیرؓ کو جو اجلّ تابعین میں سے ہیں اور بہت بڑے علامہ ہیں گرفتار کرکے بلایا۔ پھر ان سے ایک سوال کیا۔ کیف انا؟ یعنی میں کیسا ہوں۔ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ "اَنْتَ عَادِلٌ قَاسِطٌ"۔ اس جواب کو سن کر حاضرین یہ سمجھے کہ حضرت سعیدؒ ڈر گئے۔ اسی وجہ سے تعریفی کلمات زبان پر لائے۔ حجاج خود بڑا ماہر اور زبان دان تھا لوگوں سے کہنے لگا تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے کیا کہا ہے لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ خود ہی بتایا کہ اس نے مجھے کافر اور ظالم کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کیسے؟ کہنے لگا کہ انہوں نے مجھے قاسط کہا ہے اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ ظالم جہنم کا ایندھن ہیں تو یہاں قاسط ظالم کے معنی میں ہیں اور انہوں نے مجھے عادل کہا ہے اور عادل کافر کے معنی میں لیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ وہ دوسروں کو رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ انہوں نے عادل کہہ کر مجھے کافر اور مشرک کہا ہے۔

ردّی کھجوریں

طبریؒ نے حضرت عمرؓ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپؓ نے محتاجوں میں کھجوریں تقسیم کرائیں اور اپنے لئے ردّی اور ناقص رکھیں۔ پوچھنے پر فرمایا؛

اَنَا شَرُّ وَالٍ اِذَا اَطْعَمْتُ رَدِيًّا وَطَعِمْتُ جَيِّدًا۔ کہ اگر میں خود عمدہ کھاؤں اور دوسروں کو ردّی کھلاؤں تو بدترین حاکم ٹھہروں گا۔

ایک دفعہ سوکھا ہوا سخت روٹی کا ٹکڑا چبانے لگے جس نے پیٹ میں جا کر آواز پیدا کی تو فرمایا۔

یا بطن تقرقر او لا تقرقر مالک عندی الاھذا۔

"اے پیٹ! خواہ آواز کر یا نہ کر میرے پاس تیرے لئے اس کے سوا کچھ نہیں"۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

دین سے استہزاء پر سزا

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سلطان تیمور کے دربار میں ایک بھانڈ تھا۔ رمضان شریف کا ماہ تھا۔ بھانڈ نے ازراہ تمسخر بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے کہا آج میں نے عجیب تماشہ دیکھا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا:۔ "کیسا تماشہ؟"

کہا۔ ایک آدمی کو لوگ پکڑ کر لے جا رہے تھے کہ اس نے روزہ کھا لیا ہے۔ میں نے سوچا کوئی ایسا بھی آدمی پیدا ہو جائے جو نماز کو بھی کھا جائے تاکہ ہم اس مصیبت سے چھوٹ جائیں۔

اس کا خیال تھا کہ بادشاہ یہ سن کر خوش ہوگا اور انعام دے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ قاضی القضاۃ کو بلایا۔ قاضی صاحب تشریف لے آئے۔ بادشاہ نے بھانڈ سے کہا۔ "جو بات تُو نے مجھے سنائی ہے وہ قاضی صاحب کو پھر سنا"۔

بھانڈ نے مزے سے وہ بات سنائی۔ بادشاہ نے کہا۔ قاضی صاحب! اس شخص کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

قاضی صاحب نے کہا۔ اس کی گردن اور آپ کی تلوار۔ چنانچہ بھانڈ کی گردن اڑا دی گئی۔

ماسٹر محمد عمر

سیرت فاروقی کی چند جھلکیاں

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوفِ آخرت

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ عمر پالان پر سوار تیز تیز جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا "امیر المؤمنین! کدھر؟"

کہنے لگے مالِ زکوٰۃ کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، اُسے ڈھونڈنے۔ ابوالحسن میرے ساتھ آ اور میری معاونت کر۔

میں نے کہا آپ نے کسی غلام کو کیوں تکلیف نہیں دی؟

کہنے لگے اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بخشی اگر فرات کے کنارے ایک بکری بھی مالِ زکوٰۃ کی غائب ہو گئی، تو قیامت کے دن اُس کے بارے میں عمر کی گرفت ہو گی۔

پھر علی ابن طالب رضؓ نے رو کر کہا۔ "عمر! تو نے آنے والے خلفاء کو مشکل میں ڈال دیا۔ خدا کی قسم وہ تیرے نقشِ قدم پر نہیں چل سکیں گے۔

• حضرت ابن عباس رضؓ سے کسی نے دریافت کیا: عمر رضؓ کیسے آدمی تھے۔

فرمایا: وہ اُس خوف زدہ پرندے کی مانند تھے جسے ہر طرف جال ہی جال نظر آ رہے ہوں۔

• حضرت ابو موسیٰ اشعری حاضرِ خدمت ہوتے تو فرماتے ابو موسیٰ! ہمیں مولیٰ کی یاد دلاؤ۔ چنانچہ وہ چند قرآنی آیات اور کچھ احادیث سُناتے تو آپ رونے لگ جاتے۔ اکثر اوقات کسی بچے کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اُس سے کہتے۔ "بیٹا! میرے لیے دُعا کر تو نے ابھی تک کوئی بھی گناہ نہیں کیا ہے"۔

• ایک دفعہ بحرین سے مشک و عنبر آیا تو کہا۔ "واللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی عورت صحیح تولنے والی مل جاتی وہ اُسے وزن کر دیتی اور میں پھر مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا۔"

آپ رضؓ کی بیوی عاتکہ بولیں۔ "لایئے میں تول دیتی ہوں۔ میں تولنا جانتی ہوں۔"

فرمایا۔ "نہیں۔"

کہنے لگیں۔ "کیوں؟"

فرمایا۔ "میں ڈرتا ہوں کہ تو ایسے کرے گی پھر ایسے کرے گی (اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال کر اشارہ کیا) پھر گردن پر مل لوگی اور اس طرح مسلمانوں کے مال سے نفع اندوز ہو گی۔"

• ایک دن آپ کی خدمت میں عراق سے ایک وفد آیا جس میں احنف بن قیس بھی تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا۔ آپ اپنی عبا کا عمامہ باندھے بیت المال کے ایک اُونٹ کو روغن مل رہے تھے۔ فرمایا:

احنف! کپڑے اُتار اور اس اونٹ کے سلسلے میں میری مدد کر کیونکہ یہ بیت المال کا اونٹ ہے۔ اس میں یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کا حق ہے۔"

ایک شخص بولا۔ "امیر المؤمنین! اللہ آپ کو بخشے۔ کسی غلام کو کیوں نہ حکم دیا۔ وہ آپ کے لیے کافی ہوتا۔"

فرمایا۔ "مجھ سے اور احنف سے بڑا غلام کون ہو گا؟ جو شخص مسلمانوں کا والی بنے اس پر واجب ہے کہ غلام کی طرح مخلص اور امین رہے۔

• قیصر روم کا ایک قاصد حضرت عمر رضؓ کے پاس آیا۔ آپ کی اہلیہ نے ایک دینار کا عطر لے کر اُس کے ہاتھوں قیصر روم کی اہلیہ کے پاس عطر کی چند شیشیاں تحفہ کے طور پر بھیج دیں۔ اُس نے بھی شیشیوں کو خالی کر کے جواہرات سے بھر کر جوابی تحفہ حضرت عمر رضؓ کی اہلیہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ کو پتہ چلا تو جواہر بیچ کر ایک دینار اپنی اہلیہ کے حوالے فرمایا اور باقی بیت المال میں جمع کر دیا۔

> جو شخص مسلمانوں کا والی بنے اس پر واجب ہے کہ غلام کی طرح مخلص و امین رہے

حضرت عمر رضؓ کے زمانے میں ایک سال خشک سالی ہوئی تو آپ نے نمازِ استسقاء پڑھنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ نے تمام گورنروں کو لکھا۔ فلاں دن نماز کے لیے نکلیں اور بارگاہِ الٰہی میں قحط دفع کرنے کی تضرع و زاری کے ساتھ دُعا کریں۔

چنانچہ رسالت مآب ختمی المرتبت محبوبِ کبریا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادرِ مُبارک کاندھے پر رکھ کر عیدگاہ پہنچے۔ آپ نے اس قدر مؤثر خطبہ پڑھا کہ سب آہ و زاری کر رہے تھے۔ پھر چادرِ مُبارک کے پلّو کو باندھ کر دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے:

وجعل یُلحّ فی الدّعاءِ وبکی
عمر بکاءً طویلا حتی
ابتلّ لحیتہٗ

دُعا میں آپ کی زاری اتنی بڑھ گئی کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر حضرت عباس رضؓ کا ہاتھ پکڑ کر خدا تعالےٰ سے عرض کیا:

"الٰہی! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبیؐ کے چچا کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ ہم آپ سے بارش کی درخواست کرتے ہیں۔ تو ہمیں بارش سے سیراب کر یہی دُعا کرتے رہے حتیٰ کہ بارش شروع ہو گئی اور کئی دن تک بارش برستی رہی۔

• عیاض بن خلیفہ فرماتے ہیں آپ کا جسم بہت مضبوط اور رنگ سفید تھا مگر عرب میں ایک دفعہ قحط پڑا۔ میں نے دیکھا آپ کا رنگ سیاہ پڑ گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی لوگوں کی تنگی اور تکلیف کو دیکھ کر آپ اکثر بھوکے رہتے اور تیل کھاتے رہے جس سے آپ کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ ابن سعد فرماتے ہیں ہم کہا کرتے تھے کہ اگر خدا نے قحط جلد دُور نہ کیا تو عمر رضؓ مسلمانوں کی تکلیف کے دُکھ میں جلد مر جائیں گے۔

• یزید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سال گرانی ہوئی۔ گھی کا نرخ بڑھ گیا تو ان ایام میں حضرت عمر تیل کھاتے تھے جس سے آپ کا پیٹ تیل نہ ہضم ہونے کی وجہ سے پھول جاتا تھا تو ایک دفعہ آپ کے پاس گیا۔ آپ پیٹ کو مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے کہ جس وقت عام لوگ گھی نہ کھائیں گے میں تجھے اس وقت تک تیل کھلاتا رہوں گا۔

مبارک بن فضالہ کہتے ہیں حضرت عمر اور ایک شخص کے درمیان کسی معاملہ پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اس شخص نے حضرت عمر رضؓ کو مخاطب کر کے کہا۔ "امیر المؤمنین! خدا سے ڈر۔"

ایک شخص نے یہ الفاظ سُنے تو اُسے کہا۔ "یہ امیر المؤمنین ہیں۔"

حضرت عمر رضؓ نے یہ سُن کر فرمایا۔ "جانے دو جو کچھ کہہ رہا ہے مجھے کلمۂ خیر کہہ رہا ہے۔

• خوات بن جبیر فرماتے ہیں ایک سال اِمساکِ باراں کی

(باقی صد۲ پر)

بقیہ: ہجری سال

ریل گاڑی کی حرکتِ کسریٰ اسے اصل منزل سے کتنا دُور لے جائے گی؟

موجودہ معاشرے کی تیز رفتار ریل گاڑی میں سوار ایک پاکستانی مسلمان کی حیثیت اس سے برابر مختلف نہیں۔

اصلاحی کوششوں کے سلسلہ میں سن و سال کی تبدیلی میں ایک بُنیادی انقلاب ہے۔ خدا حکومت کو توفیق اور ہمت دے اس اجتماعی مسئلہ کے حل کی جمعہ کی رخصت کی طرح قوم اسے قبول بھی کرلے گی اور اس اصلاح سے ہزارہا معاشرتی، سیاسی اور دینی منافع بھی حاصل ہوں گے۔ اور پاکستانی مسلمان کی موجودہ برگشتہ بختی کے حق میں یہ مُبارک انقلاب یقیناً مثبت نتائج کا حامل ہوگا۔

اے بندیہ پاؤ قفل ہر دل ہش دار!
اے دوختہ چشم و پائے در گل ہش دار!
عزم سفر مغرب و رو در مشرق
اے راہ رو پشت بہ منزل ہش دار!

بقیہ: مجلسِ ذکر

جھولیاں بھر کے جاتا ہے۔ اور بے ادب خالی ہاتھ۔ ع

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائیں اور اپنے اکابر و شیخ کی جگہ کا ادب نصیب فرمائیں

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔